



سوال

(370) نکاح شغاری تحقیق یعنی نکاح مبادلہ

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نکاح شغاری تحقیق یعنی نکاح مبادلہ

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

نکاح شغاری تحقیق یعنی نکاح مبادلہ

عرب کے دور جاہلیت میں عام طور پر نکاحوں میں معاوضہ نکاح بصورت مہر مقرر ہوتا ہے۔ جس کی ایک صورت یہ تھی۔ کہ ایک شخص اپنی لڑکی یا قریبہ کسی دوسرے کے لڑکے یا قریبہ سے نکاح کر دیتا۔ اس شرط پر کہ تو اپنی لڑکی یا قریبہ میرے ساتھ یا میرے لڑکے کے ساتھ نکاح کر دے۔ مہر اس میں کچھ نہ ہوتا تھا۔ اس کا نام شغار (1) تھا۔ پس شغار کے معنی دو میں نکاح مبادلہ ہیں اور پنجابی زبان میں "وٹہ داساک" حدیث شریف میں اس قسم کے نکاح کی بابت منع آیا ہے۔ اب علماء کے دو گروہ ہیں۔ ایک گروہ کہتا ہے۔ شغار میں اگر فریقین کے طرف سے مہر کی نفی و تو نکاح جائز نہ ہوگا۔ اگر مہر مقرر ہو تو چاہیے کہ بصورت تبادلہ ہو نکاح جائز ہے۔ راقم مضمون مولوی عبد الجلیل صاحب کی تحقیق فریق ثانی سے مستفق ہے۔ اس لئے فریق اول کے جواب میں آپ نے مضمون بھیجا ہے جو درج ذیل ہے۔ (مدیر)

پرچہ تنظیم میں اپریل 35ء میں بطور ضمیمہ مسئلہ شغار کی ایک بسیط تحریر طبع ہو رہی ہے۔ مگر فی الحقیقت وہ تحقیق تحقیق نہیں ہے۔ محدثین کے مسلک سے کوسوں دور ہے۔ حضرت شیخ السند شمس العملما مولانا سید محمد زبیر حسین قدس اللہ سرہ العزیز کا مہر گروہ ودیگر اہل حق کا فتویٰ دربارہ جواز مہر خروج آن از شغار منہی عنہ مطبوع ضمیمہ فتاویٰ زیریہ موجود ہے۔ پھر مہر کو شغار منہی عنہ میں داخل کرنا منقطع مسئلہ علمائے اہل حدیث کے خلاف کر کے جماعت اہلحدیث میں ایک جداگانہ شک پیدا کرنا مناسب معلوم ہوا کہ امر کے متعلق ایک مضمون مختصر حوالہ قلم ہو جس سے حقیقت مسئلہ کی منکشف ہو۔ پس واضح ہو۔ کہ حدیث لاشغار فی الاسلام سے نفی کر رہی ہے۔ یعنی اسلام میں شغار نہیں۔ اس سے یہ بات معلوم ہو رہی ہے۔ کہ اسلام کے سوا کسی اور میں شغار تھا جس کو شارع علیہ السلام اپنے مذہب میں مغایر فرماتے ہیں۔

کتب کے ملاحظہ سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ جاہلیت یعنی زمانہ رسالت مآب ﷺ کے قبل کے لوگوں کا ایک معمول بہ نکاح تھا۔ صراح و منہتی الارب میں ہے۔

شغار بالکسر نکاح جاہلیہ مختار الصحاح رازی و صحاح جوہری میں ہے۔ الشغار بالکسر نکاح کان فی الجاہلیہ مصباح المنیر میں ہے۔ وکان شعانہما تاج المصادر بہیتی میں ہے۔ المشاغرة من



الشغارہ ہونکاح کان فی الجالبیۃ - ابن العربی احکام القرآن میں لکھتے ہیں۔ فان الناس کانوا یتناکحون فی الجالبیۃ بالشغار امام نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں۔ کان شغار من جالبیۃ ابن اشیر نہایہ میں۔ اور علامہ محمد طاہر فتنی مجمع بحار الانوار میں تحریر فرماتے ہیں۔ ہونکاح معروف فی الجالبیۃ ان آئمہ لغت کی تصریحات سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی۔ کہ یہ جالبیت کے زمانہ والوں کا ایک قسم کا نکاح ہے۔ زمانہ جالبیت والوں کا یہ نکاح کس طور کا تھا۔ اس میں رائے زنی کی تو کوئی ضرورت ہی نہیں۔ جب تک یہ ایک قوم کا مرسوم معاملہ ہے۔ تو بس ان میں ان کا طریق مرسوم معلوم ہو جانا بس کافی ہے جیسے کوئی امر توفیقی ہوا کرتا ہے۔ ان کے مرسومی معاملے میں فقہاء کو ان کی اصطلاح میں علماء کو رائے زنی کا کیا حق ہے۔ نہایہ ابن الاثیر و مجمع بحار الانوار میں ہے۔

ہونکاح معروف فی الجالبیۃ کان یقول الرجل للرجل شاعر فی ای زوجتی اختلف او بنتک او من تلیا مہر باحتی ازوجک اختی او بنتی او من الی امرہ واولادیہ یکنون یبنا مہر و تیکنون بضع کل واحدہ منہا بضع الاخری

مقدمہ ابن رشد مالکی مختصر مدونہ ص 62 ج 3 میں ہے۔

کان الرجل فی الجالبیۃ یقول للرجل شاعر فی ای زوجتی بنتک علی ان ازوجک ابنتی بلا مہر

علامہ ہبیتی تاج المصادر اور جوہر صحاح میں اور رازی مختصر صحاح یعنی مختار میں اور فاضل جمالی صراح میں رقم طراز ہیں۔

ولفظ التاج المشاعر من الشغار نکاح کان فی الجالبیۃ و ہوان یقول الرجل للرجل اخر زوجتی بنتک او بنتک علی ان ازوجک اختی او بنتی علی ان صدق کل واحدہ منہا بضع الاخری کانہا رفا المہر واخلی البضع عنہ ومنہ الحدیث لاشغار فی الاسلام

قاموس میں ہے۔

الشغار بالکسر ان تزوج الرجل امرأۃ علی ان یزوجک اخری مہر صدق کل واحدۃ بضع الاخری

اہل جالبیت کا دستور العمل یہ تھا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے کہتے۔ کہ تو مجھ سے اپنی دختر ہمشیرہ یا جو بھی تیرے زیر ولایت ہونکاح کر دے۔ میں تجھ سے اپنی دختر یا ہمشیرہ یا جو بھی میرے زیر ولایت ہے نکاح کر دیتا ہوں۔ مہر بھی کچھ نہیں۔ فرج لو اور فرج دو۔ آدمی دو اور آدمی لو۔ یہ تھا وتیرہ اہل جالبیت کا جیسے بیک زبان آئمہ لغت نے بیان کیا ہے۔ تاج العروس ص 307 میں ہے۔

قال الشافعی والوعیدۃ وغیرہا من العلماء اشغار السنی عنہ ان یزوجہ لرجل حریتہ علی ان یزوجہ المزوج حریتہ لخری ویکون صدق کل واحدۃ بضع الاخری کانہا رفا المہر واخلی البضع عنہ

ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لغت سے ہے۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کون ہیں۔ سب واقف ہیں۔ صاحب تاج العروس ان دونوں بزرگوں کے علاوہ بھی کل علماء سے بالاتفاق بیان کرتے ہیں۔ شغار ممنوع وہی ہے۔ جس میں آدمی اپنی مہر دے کر دوسرے کی مہر لے بلا مہر فرج منکوحہ دے کر فرج منکوحہ لے مہر بھی یہی سب کچھ ہے۔ (ہدایۃ المجتہد ص 35 میں ہے۔

فانکاح الشغار فاتیہم التفتوا علی ان صفتہ ہوان ینکح الرجل ولینتہ رجلا اخر علی ان ینکح الاخر ولینتہ ولا صدق ینا الا بضع ہذہ بضع الاخر و التفتوا علی انہ نکاح غیر جائز کثبوت السنی

شغار کی توصیف و تعریف میں سب علماء متفق ہیں۔ وہ یہ ہے کہ آدمی اپنی ولیہ کا کسی دوسرے س اس بنا پر نکاح کر دے کہ وہ اپنی ولیہ کا اس سے نکاح کر دے۔ مہر ان میں کچھ نہیں یہی کہ منکوحہ لی۔ منکوحہ دی۔ نیز سب کا اتفاق ہے کہ یہ نکاح باہن صفت جائز نہیں۔ ممانعت ثابت ہونے کی وجہ سے کتاب الام ص 68 جلد 5 میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔



اذا نكح الرجل ابنته او لمرأة على امرأته من كانت على ان ينكح ابنته او المرأه على امرأته من كانت على ان صداق كل واحدة منها بضع الاخرى ولم يسم لواحدة منها صداق فهذا الشغار الذي نهي عنه رسول الله صلى الله عليه وسلم فلا تنكح النكاح

جب آدمی اپنی دختر یا اپنی مولیہ جو بھی ہو ان کا نکاح کر دے۔ اس بنا پر کہ دو سر اپنی دختر یا اپنی مولیہ جو بھی ہو نکاح کر دے۔ مہر میں یہی ایک کی فرج لینا دوسری کا دینا کسی ایک کا ذکر بھی نہ ہو۔ پس یہی وہ شغار ہے۔ جس سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ ان عبارتوں سے شغار کی اصلیت اور اس کی کیفیت روز روشن کی طرح معلوم ہو گئی اور اصل جاہلیت میں جس طریق سے معمول تھا وہ بھی معلوم ہو گیا۔

بالاتفاق آئمہ لغت و آئمہ اعلام زمانہ جاہلیت والوں کی غرض اس نکاح میں فرج کا فرج کے عوض اپنے لئے حلال کرنے کی ہوا کرتی تھی۔ لاغیر یہ مقصد نہیں کہ جو نکاح بلا زکر مہر کے ہوا ہو۔ وہ بھی شغار ہی ہے۔ چونکہ ان کی غرض اصلاً مہر عدم کے تقرر کی نہیں ہوتی۔ بلکہ کسی وجہ سے تقرر مہر نہ آیا۔ مگر انہیں مہر دینا پڑے گا۔ نکاح کے منعقد ہونے میں شبہ نہیں۔ بخلاف شغار کے کہ اس میں مہر کا تقرر ہی مقصود نہیں ہوتا۔ بلکہ فرج ہی فرج کے مقابلے میں دے دی اور لے لی۔ یہی ان کی غرض ہے۔ ان کی غایت یہی ان کا عندیہ ہے۔ اور بس چھٹی مل گئی۔ لہذا اس نکاح میں اور اس میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ نیز اگر کوئی اپنی مولیہ دے۔ اور کسی کی مولیہ لے۔ مگر باقاعدہ مہر وغیرہ کے ساتھ فرج کا فرج سے تبادلہ ہی مقصود نہ ہوا۔ اس نکاح کو شغار نہیں کہتے۔ لڑکی لینا لڑکی دینا مہر کے تقرر کے ساتھ شرعاً شغار میں داخل نہیں۔ اہل جاہلیت و اہل اسلام ہر دو کی نیتوں میں ہی زمین آسمان کا فرق ہے۔ اہل جاہلیت کی غرض لڑکی وغیرہ لینا اور دینا بطور تبادلہ کے مہر سے کوئی سروکار نہیں بلکہ فرض حلال کر دینا اور حلال کر لینا فرج دے دلا کر یعنی اپنی مولیہ دے کر اس کے عوض میں کسی کی مولیہ لینا ہے۔ اس میں ایک قسم کی خاص قباحت موجود ہے۔

جس شغار جہالت کی آئمہ نے بالاتفاق تعریف کی ہے۔ وہی احادیث مرفوعہ و آثار موقوفہ سے ثابت ہے۔ احادیث مرفوعہ اگرچہ ضعف سے خالی نہیں۔ لیکن تمام اہل علم کا اس پر اتفاق ہے۔ لہذا قابل احتجاج ہونے میں شبہ نہیں۔ امام ترمذی نے اپنی جامع میں متفقہ محدثین شغار کی تعریف کی ہے۔ فرماتے ہیں۔

بعد نعدیل حدیث الشغار ان یزوج الرجل ابنته علی ان یزوج الاخر ابنته واخته ولا صداق فیہا

میں کہتا ہوں کہ اس تعریف کی مخالفت صریح کسی ایک آدھ محدث سے بھی ثابت نہیں۔ گویا یہ تعریف تمام محدثین و علمائے مجتہدین و آئمہ لغت کی متفقہ ہے۔ مرفوع روایتوں میں سے ایک حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔

مرفوعاً عن الشغار والشغار ان ینکح ہذہ بھذہ بغیر صداق بضع ہذہ صداق ہذہ ولا بضع ہذہ رواہ البیہقی

دوسرے ابو یوسف نے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن المشاغرة والمشاغرة ان یقول زوج ہذا من ہذہ من ہذا بل ما رواہ ابو الشیح فی کتاب النکاح

یہ دونوں فتح الباری ص 140 جلد 9 میں ہیں۔

3- عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لیس منامن ینتیب وقال لا شغار فی الاسلام والشغار ان تنکح المرأه ان احدہما الاخری بغیر صداق

(رواہ الطبرانی مجمع الزوائد ص 2678 ج 4)

4- عن ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا شغار فی الاسلام قالوا ما الشغار قال نکاح المرأه بالمرأه لا صداق ینارواہ الطبرانی فی الصغیر والواوسط مجمع

(الزوائد ص 266 ج 4)



حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ تخلص ص 294 میں فرماتے ہیں۔

واسنادہ وان کان ضعیفا لکن انسانی بر فی ہذا المقام

فتح الباری ص 140 جلد 9 میں ہے۔

قال القرطبی تفسیر اشعار موافق بما ذكره اهل اللغة فان كان مرفوعا فهو المقصود وان كان من قول الصحابي فمقبول ايضا لانه اعلم بالمقابل واقعه بالحال

ہم نے مانا کہ ضعیف حدیث قابل احتجاج نہیں ہوتی۔ مگر میرے محترم وہ کہ احادیث صحیحہ کے مقابلے میں جب واقع ہو حدیث لاشعار فی الاسلام وان احادیث ضعیفہ میں کسی قسم کا بھی تعارض نہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو ملاحظہ فرمائیں۔ صحیح صریح نہیں ہوتی۔ یا غیر صحیح سے استدلال یا اس کی طرف اشارہ یا لفظ متابعت و وضاحت کی بنا پر بیان کر دیا کرتے ہیں۔

افصح نکت ابن الصلاح ابن ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ومن جملة صفات القبول التي لم يتعرض لها شيخنا الحافظ يعني زين الدين العراقي ان يتفق العلماء بدلول حديث فانه يقبل حتى مجيب العمل به وقد صرح بذلك جماعة من ائمة الاصول كالكذافي
التحفة المرضية المصدقة مع الطبراني للقاضي حسين بن محسن الانصاري ص 366

حافظ صاحب روپڑی نے علامہ شیر نعتی سے نقل کیا ہے۔

ومحل كونه لا يعمل بالضعيف في الاحكام لم يكن تلمذ الناس بالقبول فان كان كذلك تعين وسارجه ليعمل بر في الاحكام وغيرها كما قال الشافعي

اس جگہ ان احادیث ضعیفہ کے مدلول پر تلمذی الناس بالقبول بالاتفاق موجود ہے۔ یہ حدیث لائق احتجاج ہوئیں۔ مع ہذا روایات صحیحین تک ان کی موند دیکھو صحیح بخاری کتاب بحیل و صحیح مسلم کتاب النکاح بعد حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعا

قلت نافع ما للشارح قال يبيح بنت لرجل ويبيح ابنته بغير صداق ويبيح اخت الرجل ويبيح اخته بغير صداق

بخاری باب الشغار کے الفاظ لہوں ہیں۔

والشغار ان يزوج الرجل ابنته على ان يزوجه الاخر ابنته من بينهما صداق

صحیح مسلم میں بطریق ابو الزناد ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں

ذا دا بن غیر الشغار ان يقول الرجل للرجل زوجتي ابنتك وزوجك ابنتي او زوجتي ابنتك وزوجك ابنتي

اس روایت مسلم میں مہر وغیرہ کا ذکر نہیں جس سے ہمارے محترم احباب بے جا فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ جو ان کی کوٹناہ نظری ہے۔ ابو الزناد سے موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ص 139/2 میں ہے۔

ابن وهب عن ابى الزناد عن ابيه قال كان يكتب في عمود السعاة ان يفتوا اهل علم عن الشغار والشغار ان يبيح الرجل امرأه ويبيح امرأه ابنته بضع احدهما بضع الاخرى بغير صداق وما يشبه ذلك

معلوم ہوا کہ یہ کسی راوی کا اس میں تصرف ہے۔ کہ جس نے لفظ صداق کا حذف کر دیا۔ وہ بھی شاید نہ پہنچنے کی بنا پر نہ کہ عمدائیہ کام کیا ہو۔ بلا ذکر مہر کے جو تفسیر ہے۔ وہ عبید اللہ کی



ہے۔ دیکھو نسائی باب تفسیر الشغار جو نہ تابعی اور نہ ہی تابع تابعی ان سے نیچے علاوہ ازیں حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں خودیہ لفظ موجود ہیں۔ دیکھو خلائیات، ہستی ورق نمبر 50

فی مسیۃ الشغار أخبرنا ابو عبد اللہ الحافظ ابو بکر محمد بن احمد بن حاتم فنا للیو الموجه انا صدقۃ شناعبۃ عن ابی بکر یب عن عبد اللہ عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ہریرۃ قال نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الشغار والشغار ان یزوج الرجل ابنته الرجل ویزوج ابنته ولا صدق ینما

اس روایت کی سند کی طرف امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اشارہ کیا ہے۔ محمد اللہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بھی بلا مہر کی تفسیر ثابت ہو گئی۔ اب تمامی روایات مرفوعہ موقوفہ تفسیر طریقہ و عمل اہل جاہلیت و تقاصیل آئمہ لغت و آئمہ محدثین و فقہاء ایک ہو گئیں۔ فہرنا الحمد ولہ المیتہ۔

علامہ خطابی کا معاملہ السنن میں کلام بھی اسی کو مقتضی ہے۔ ص 193 جلد 3 میں بعد روایت نافع فرماتے ہیں۔

قال الشیخ تفسیر الشغار ما تبہ نافع وقد روی ابو داؤد ایضاً فی ہذا الباب باسنادہ عن الاعرج وزکر قصہ معاویہ بلفظہ وکانا حجلۃ صداق ثم قال قال الشیخ فاذا دفع النکاح علی بذہ الصفتہ کان باطلا کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نبی عنہ

اگر خطابی کے کلام میں جملہ صدقہ تسلیم کیا جائے۔ تو ان کے کلام میں مرابطہ مفقود ہو جاوے گا۔ معاویہ کی روایت کو اسی پر محمول کرنا لازمی امر ہے۔ تا اعرج کی اصل روایت کے بھی مخالفت نہ ہو۔ اعرج ہی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کا راوی ہے۔ اگر اس پر محمول نہ کیا جاوے۔ تو امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ لکھنا کہ ہذا الشغار والذی نبی عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالکل غلط ہوگا۔ چونکہ یہ تعریف کسی طریق سے بھی صحیح نہیں۔ نہ نبی کریم ﷺ سے نہ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین یا تابعین رضی اللہ عنہم سے اور نہ ہی آئمہ لغت و فقہاء محدثین وغیر ہم سے اور نہ ہی معمول اہل جاہلیت اس کے مساعد ہے۔ (ابو عبد البکر محمد عبد الجلیل سامرودی کان اللہ لہ)

الجمہرہ

یہ تحقیق انیق قابل قبول ہے پہلے میرا فتویٰ یہی تھا مگر واقعات سے ثابت ہوا۔ کہ چند پیسے مہر رکھ کر بھی نکاح شغار میں بڑا فساد یہ ہوتا ہے۔ کہ ایک فریق کا ہوسے کچھ بگاڑ ہوا۔ تو اپنی لڑکی روک لی۔ دوسرے فریق کو تکلیف دینے کے لئے یا ایک فریق نے بوجہ ناچاقی ہو کو معلق رکھا تو دوسرا اس طرح کرتا ہے۔ اس لئے بسا اوقات بے گناہوں پر بھی ظلم کرتے ہیں۔ اس لئے آج کل میرا فتویٰ یہ ہے۔ کہ نکاح شغار باوجود مہر کے بھی جائز نہیں (الجمہرہ امرتسر ص 168 رجب الاول 54 ہجری ۱۳۸۵)

شرفیہ

میں کہتا ہوں بالکل صحیح ہے، گزشتہ سال میں نے ایک استفتاء میں مسئلہ شغار کا جواب اردو ہی میں لکھا تھا اس میں ہی تحقیق لکھی تھی جو مجیب صاحب نے لکھی ہے۔ جواب لکھنے کے بعد محلی ابن حزم کے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ تو کیا دیکھتا ہوں۔ اس نے اس مسئلہ میں انا دلا غیری کا ہڑ بھم پیا کر رکھا ہے۔ جیسے اس کی عادت ہے۔ اور اپنی عادت سے مجبور بھی ہے۔ خیر تو چونکہ اس کی کتاب عربی میں ہے۔ اس لئے میں بھی اپنے فتویٰ کا ضمیمہ یعنی جواب محلی خرم شغار کا جواب عربی میں ہی لکھا تھا۔ وباللہ التوفیق

(ابو سعید شرف الدین دہلوی)

۱... صلی اللہ علیہ وسلم انما صدقۃ شناعبۃ عن ابی بکر یب عن عبد اللہ عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ہریرۃ قال نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الشغار والشغار ان یزوج الرجل ابنته الرجل ویزوج ابنته ولا صدق ینما (نووی)



مجلس البحث والدراسات
محدث فتویٰ

فتاویٰ ثنائیہ

جلد 2 ص 344

محدث فتویٰ